عدالت العظمیٰ آزاد جموں و کشمیر

(اختیار اپیل)

روبرو : چوہدری محمد ابراہیم ضیاء، جج

راجہ سعید اکرم خان، جج

فوجداری اپیل نمبر ۲۰۱۶/۶۶
(متدائرہ: ۲۰۱۶ـ۱۱ـ۲۵)

محمد رزاق ولد حاجی گُل محمد، ناظم محکمہ وائلڈ لائف و فشریز، مظفر آباد حال مقید جوڈیشل لاک اپ، میرپور۔
(اپیلانٹان)

بنام

۱۔ احتساب بیورو آزاد جموں و کشمیر مظفر آباد بذریعہ چیئرمین، مظفر آباد۔
۲۔ احتساب بیورو آزاد جموں و کشمیر مظفر آباد بذریعہ چیف پراسیکیوٹر، مظفر آباد۔
۳۔ احتساب بیورو آزاد جموں و کشمیر مظفر آباد بذریعہ ڈپٹی چیف پراسیکیوٹر، میرپور۔
(رسپانڈنٹان)

(اپیل بخلاف فیصلہ عدالت العالیہ مصدرہ ۲۰۱۶ـ۱۰ـ۲۷ بر فوجداری نگرانی نمبر ۲۰۱۶/۱۱۶)

منجانب اپیلانٹ: مسٹر خالد رشید چوہدری، ایڈووکیٹ۔

منجانب رسپانڈنٹان: مسٹر اورنگزیب خان، ڈپٹی چیف پراسیکیوٹر و خالد یوسف چوہدری، ایڈووکیٹ۔

مسٹر رضا علی خان، ایڈووکیٹ جنرل (بر عدالتی حکم)

تاریخ سماعت: ۲۰۱۶ـ۱۲ـ۲۱

فیصلہ:۔

چوہدری محمد ابراہیم ضیاء، جج: اپیل عنوان بالا فیصلہ عدالت العالیہ مصدرہ ۲۷ اکتوبر ۲۰۱۶ء کے خلاف دائر کی گئی ہے جس کی رُو سے ملزم اپیلانٹ کی فوجداری نگرانی

بخلاف فیصلہ احتساب عدالت مسترد ہوئی۔

۲۔ معاملہ ہذا ٹھیکہ نکاسی مچھلی منگلا جھیل برائے سال ۱۶۔۲۰۱۴ کی کاروائی میں بدمعاملگی ،رقم کے غبن اور خرد برد سے تعلق رکھتا ہے۔نیلامی حقوق ماہی گیری کی نسبت نظامت وائلڈ لائف وفشریز کی جانب سے روزنامہ ''محاسب'' میں اشتہار جاری ہوا اور نیلامی کے لیے ۲۲ اگست ۲۰۱۳ء کی تاریخ مقرر ہوئی مگر بعدازاں کاروائی منسوخ کرتے ہوئے دوبارہ اشتہار سیکرٹریٹ جنگلات، اکلاس وائلڈ لائف و فشریز سے جاری ہوا اور ۱۲ ستمبر ۲۰۱۳ء کی تاریخ مقرر کی گئی۔بعد اجرائیگی اشتہار محکمہ وائلڈ لائف و فشریز کے افسران پر مبنی چار رکنی نیلامی ٹھیکہ کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں معاہدہ کی منظوری بحق ٹھیکیدار محمد نذیر دی گئی۔ملزم اپیلانٹ جو کہ محکمہ وائلڈ لائف وفشریز میں بطور ناظم تعینات ہے نے یکم جولائی ۲۰۱۶ء کو تھانہ پولیس سٹی میرپور میں دو ابتدائی رپورٹس نمبری/۲۰۱۶ و/۱۶۱۱۶ بجرائم ۴۱۹، ۴۲۰،ایف-۴۸۹ مجموعہ تعزیرات آزاد جموں وکشمیر بخلاف ٹھیکیدار نذیر اور راجہ ارشد وغیرہ درج کروائیں۔ان رپورٹس کی نسبت سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع میرپور نے مورخہ ۲۰۱۶۔۸۔۱۶ کو انسپکٹر جنرل پولیس کو ایک مراسلہ تحریر کیا اور معاملہ کو دفعہ ۵ ضمن (۲) انسداد رشوت ستانی ایکٹ ۱۹۹۳ء کی ایزادی پر تفتیش کے لیے احتساب بیورو کو سپرد کیے جانے کی سفارش کی۔اس مراسلہ کے تناظر میں حکومت نے بذریعہ مکتوب معاملہ احتساب بیورو کو ارسال کیا جس پر مورخہ ۲۰۱۶۔۸۔۲۳ کو احتساب بیورو نے تفتیش شروع کی اور دوران تفتیش مورخہ ۲۰۱۶۔۸۔۲۷ کو ملزم اپیلانٹ کو حراست میں لے لیا۔ملزم اپیلانٹ نے مورخہ ۲۰۱۶۔۹۔۱۰ کو درخواست ضمانت بعد از گرفتاری احتساب عدالت میں دائر کی۔احتساب عدالت نے بروئے فیصلہ مصدرہ ۲۰۱۶۔۹۔۱۰ درخواست مسترد کر دی۔ازاں بعد نامکمل ریفرنس بجرائم زیر دفعات ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۷۱ مجموعہ تعزیرات آزاد جموں وکشمیر و دفعات ۱۰/۱۱ احتساب بیورو ایکٹ ۲۰۰۱ء مجاز عدالت میں پیش کیا گیا۔فیصلہ احتساب عدالت کے خلاف فوجداری نگرانی روبرو عدالت العالیہ مورخہ ۲۰۱۶۔۹۔۲۳ کو دائر ہوئی۔فاضل جج عدالت العالیہ نے

فیصلہ زیر نزاع مصدرہ ۲۰۱۶-۱۰-۲۷ کے ذریعہ نگرانی کو خارج کر دیا۔ اس پس منظر میں اپیل روبرو عدالت ہذا زیر سماعت آئی۔

۳۔ مقدمہ ہذا میں جزوی بحث مورخہ ۲۰۱۶-۱۲-۱۴ کو سماعت ہوئی جس کے دوران ظاہر ہوا کہ کئی ماہ گزرنے کے باوجود احتساب بیورو مکمل ریفرنس دائر عدالت کرنے میں ناکام رہا ہے۔ جب ڈپٹی چیف پراسیکوٹر سے اس نسبت استفسار کیا گیا تو مُہلت طلب کی گئی جس وجہ سے مقدمہ کی سماعت مورخہ ۲۱ دسمبر ۲۰۱۶ء تک ملتوی کی گئی۔ ڈپٹی چیف پراسیکیوٹر نے احتساب عدالت میں دائر کردہ مکمل ریفرنس معہ مشمولہ جملہ کاغذات کی نقول پیش کیں جنہیں ریکارڈ کا حصہ بنایا گیا۔ (نوٹ: ریکارڈ کی کچھ نقول مابعد انسپکٹر محمد الیاس متعینہ احتساب بیورو نے پیش کیں جو ریکارڈ عدالت ہذا کا حصہ بنائی گئیں)۔

۴۔ فاضل وکیل ملزم خالد رشید چوہدری، نے دلائل دیتے ہوئے موقف اختیار کیا کہ اپیلانٹ کے خلاف تمام کاروائی بدنیتی پر مبنی ہے۔ درحقیقت سب سے پہلے اپیلانٹ نے ہی ٹھیکدار اور دیگر افراد کے خلاف سرکاری خزانے کو نقصان پہنچانے کی بناء پر کاروائی کے لیے رجوع کیا۔ اُس کی رپورٹ پر ٹھیکیدار اور ایک دیگر فرد کے خلاف ابتدائی اطلاعی رپورٹس نمبری ۱۶/۱۲۰ و ۱۶/۱۲۱ مورخہ یکم جلائی ۲۰۱۶ء کو تھانہ پولیس متعلقہ نے درج کیں لیکن حیران کُن طور پر ملزمان کے خلاف کاروائی کرنے کے بجائے اپیلانٹ کو قربانی کا بکرا بنایا گیا ہے۔ حتیٰ کہ احتساب بیورو کے اپنے ریکارڈ اور کہانی کے مطابق یہ ثابت شدہ ہے کہ تفتیشی ایجنسی قانون کے مطابق کاروائی کرنے میں ناکام رہی ہے۔ بیان کردہ حالات وواقعات کے مطابق نہ تو اپیلانٹ ملزم ٹھیکہ منظور کرنے کا مجاز ہے اور نہ ہی معاہدہ میں فریق ہے جبکہ مجاز حاکم جس نے معاہدہ کی منظوری دی کے خلاف کوئی انکوائری نہیں کی گئی۔ وکیل اپیلانٹ نے مزید کہا کہ تفتیشی ایجنسی کو تیس ایام کے اندر تفتیش مکمل کرنی ہوتی ہے اور مطابق قانون نامکمل ریفرنس پیش کرنے کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اپیلانٹ کے مقدمہ میں تمام قانونی تقاضوں کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ ملزم اپیلانٹ کے ساتھ امتیازی سلوک برتا گیا ہے جبکہ دوسرے افراد جو استغاثہ کی کہانی کے مطابق ذمہ دار

ہیں کے خلاف کوئی تفتیش نہیں کی گئی۔ باقی تمام امور کو بالائے طاق رکھتے ہوئے یہ دلیل ہی معاملہ کے مزید تحقیق طلب ہونے کے لیے کافی ہے کہ نامکمل ریفرنس اور متدائرہ مکمل ریفرنس میں بیان کردہ کہانی باہم متضاد اور مشکوک ہے۔ اگرچہ اپیلانٹ ملزم نیلامی کمیٹی کا چیئرمین تھا لیکن چیئرمین اکیلا کاروائی نیلامی مکمل نہ کرتا ہے بلکہ تین دیگر اراکین شامل ہوتے ہیں۔ کمیٹی کی حیثیت سفارش کنندہ کی ہے۔ رولز آف بزنس ۱۹۸۵ء اور دیگر قانون کے مطابق بنیادی طور پر ذمہ داری محکمہ کے سیکرٹری پر عائد ہوتی ہے۔ فاضل وکیل نے مزید کہا کہ قانون مساوی برتاؤ کو لازمی قرار دیتا ہے۔ مگر اس مقدمہ میں اس بنیادی قانونی تقاضے کو بری طرح پامال کیا گیا ہے۔ ماتحت عدالتیں ضمانت کی نسبت عدالتی ذہن استعمال کرنے اور مسلمہ وضع کردہ اصول اپنانے سے قاصر رہی ہیں۔ اپیلانٹ ایک سینئر سرکاری ملازم ہے جو کہ مدت ملازمت مکمل کرنے کے قریب ہے۔ اپیلانٹ سے کچھ بھی برآمد نہ کیا گیا ہے اس لیے اُس کو سلاخوں کے پیچھے رکھنے کی کوئی وجہ نہ ہے۔ اپیلانٹ کے بھاگنے اور روپوشی کا بھی کوئی خدشہ نہ ہے اس لیے وہ ضمانت کا حقدار ہے۔ اپنے دلائل کے حق میں اُس نے مطبوعہ مقدمہ جات عنوانی محمد یاسین بنام سرکار (۱۹۹۹ پی سی آر۔ ایل جے ۱۲۹۵) اور شہزاد احمد وغیرہ بنام سرکار (۲۰۰۱ پی ایل ڈی سی ۶) کا حوالہ دیا۔

۵۔ معاملہ کی نوعیت کے پیش نظر حکومتی نقطہ نظر جاننے کے لیے فاضل ایڈووکیٹ جنرل کو معاونت کے لیے ہدایت دی گئی۔ رضا علی خان، ایڈووکیٹ جنرل نے موقف اختیار کیا کہ حکومت نے معاملہ احتساب بیورو کے سپرد کر دیا ہے۔ اب یہ احتساب بیورو کی ذمہ داری ہے کہ وہ قانون کے مطابق تفتیش کرے۔ اس میں حکومت کا کوئی کردار یا رکاوٹ نہ ہے۔

۶۔ مسٹر اورنگزیب خان، ڈپٹی چیف پراسیکیوٹر اور خالد یوسف چوہدری، وکیل احتساب بیورو نے پُرزور انداز میں اپیل کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ ملزم اپیلانٹ نیلامی کمیٹی کا چیئرمین تھا اور اُسی نے معاہدہ کی منظوری کی نسبت تمام کاروائی عمل میں لائی۔ اس بات کا علم ہونے کے باوجود کہ محمد نذیر سابقہ نادہندہ، ٹھیکیدار راجہ ارشد، کا کلرک ہے، معاہدہ کی منظوری کی سفارش کی اس لیے وہ مرکزی ملزم ہے۔

جہاں تک سیکرٹری محکمہ و دیگر اراکین کمیٹی کا تعلق ہے تو وہ جرائم کے ارتکاب میں ملوث نہیں پائے گئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہر دو عدالت ہا ماتحت نے ریفرنس میں کی گئی تفتیش اور ریکارڈ کے مطابق درست طور پر اپیلانٹ کو ضمانت کا مستحق نہ سمجھا ہے۔ ڈپٹی چیف پراسیکوٹر نے مزید کہا کہ احتساب بیورو قوانین کے مطابق احتساب بیورو کے پاس تفتیش مکمل کرنے کے لیے ایک سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ اپیلانٹ ملزم کے خلاف مکتفی زبانی و دستاویزی ثبوت ارتکاب جرائم ریکارڈ پر موجود ہے۔ ڈپٹی چیف پراسیکیوٹر نے دفعہ ۲۱ احتساب بیورو ایکٹ ۲۰۰۱ء کی تعبیر کے حوالہ سے تحریری بحث بھی پیش کی کہ حکومتی ریفرنس محض شکایت کے زمرہ میں آتا ہے۔ فیصلہ زیر اپیل درست ہے اسلئے اپیل خارج کی جائے۔

۷۔ جب وکیل احتساب بیورو سے نامکمل ریفرنس میں پائے جانے والے تضاد کی نسبت استفسار کیا گیا تو وہ اس حوالے سے کوئی تسلی بخش جواب نہ دے پائے اور یہ کہہ کر کہ ڈائریکٹر تفتیش، کامران الیاس، جو عدالت میں موجود ہیں معاملہ کو بہتر انداز میں بیان کر سکتے ہیں، کنارہ کشی کر لی۔ جب ڈائریکٹر تفتیش سے نامکمل ریفرنس کے صفحات ۷ تا ۹ پر درج اہم نکات کی نسبت پوچھا گیا تو وہ عدالت کو مطمئن کرنے میں ناکام رہا اور محض اتنا کہا کہ وہ خود تفتیش سے مطمئن ہے۔ اُس سے یہ بھی پوچھا گیا کہ وہ ریفرنس کے اُس حصہ کی نشاندہی کرے جس میں اُس نے ان سب معاملات کی نسبت تحقیق و تفتیش کی رُو سے رائے قائم کی؛ اُس نے کہا کہ اگرچہ اس نسبت کچھ بھی درج نہیں کیا گیا مگر وہ خود مطمئن ہے۔

۸۔ ہم نے دلائل وکلاء فریقین کی روشنی میں دستیاب شدہ ریکارڈ مقدمہ کا بنظر عمیق جائزہ لیا ہے۔ ہماری رائے میں اُٹھائے گئے نکات کو زیر بحث لانے سے پیشتر مقدمہ کے چیدہ چیدہ نمایاں واقعات جو اپیل ہذا کے تصفیہ کے لیے ضروری ہیں کا تذکرہ ریکارڈ کی روشنی میں ضروری ہے۔ بظاہر سارے قضیہ کی ابتداء اپیلانٹ زیر حراست کی جانب سے تھانہ میں یکم جولائی ۲۰۱۶ء کو درج کروائی جانے والی دو ابتدائی اطلاعی رپورٹس سے ہوئی۔ بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے کہ ان رپورٹس پر تفتیش مکمل نہ کی گئی بلکہ دوران تفتیش معاملہ کو ایک اور رُخ دے کر سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع میرپور کے مراسلہ کی بناء پر معاملہ

۲۳ اگست ۲۰۱۶ء کو سیکرٹری سروسز اینڈ جزل ایڈمنسٹریشن کے مکتوب کے ذریعے احتساب بیورو کے سپرد ہوا۔ تفتیش کا آغاز کر کے اپیلانٹ و دیگر افراد کو زیر حراست لایا گیا اور نامکمل ریفرنس ترتیب پایا۔ سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس ضلع میرپور کی جس رپورٹ/مراسلہ کو بنیاد بنایا گیا اُس کے کچھ اہم مندرجات اسطرح ہیں:۔

"☆ مورخہ 06.10.2015 کو فرحت علی میر صاحب سیکرٹری جنگلات وفشریز کی زیر صدارت مظفرآباد میں ایک میٹنگ ہوئی جس میں آفیسران محکمہ فشریز کے علاوہ راجہ محمد ارشد بھی شامل تھا۔ اس میٹنگ میں قابل ادائیگی رقم کے بارہ میں مختلف تجاویز پر تبادلہ خیال کیا گیا اس میٹنگ کے بعد ٹھیکیدار راجہ ارشد نے سیکرٹری صاحب کے بھانجے شاہد شہزاد میر کے اکاؤنٹ نمبر PLS77 بنک آف آزاد جموں وکشمیر مظفرآباد میں مورخہ 01 دسمبر 2015 کو تین لاکھ روپے اور مورخہ 11 جنوری 2016 کو دو لاکھ روپے کل 5 لاکھ روپے ٹرانسفر کرنے کا الزام عائد کیا اور بنک رسیدات بھی پیش کی ہیں۔

☆ ملزم محمد نذیر نے مورخہ 29 جولائی 2016 کو (دوران عبوری ضمانت) عدالت ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب میرپور کے پاس زیر دفعہ 164 ض ف (Confessional Statement) بھی ریکارڈ کروائی ہے۔ گواہان صغیر احمد موٹر آپریٹر محکمہ فشریز، محمد اسلم ڈرائیور ہمراہ ڈائریکٹر فشریز اور ذوالفقار احمد چوکیدار محکمہ فشریز نے بھی عدالت ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب میرپور میں بیانات زیر دفعہ 164 ض ف قلمبند کروائے ہیں۔ ملزمان راجہ ارشد اور محمد نذیر نے دوران تفتیش سیکرٹری فرحت علی میر صاحب کے بھانجے شاہد شہزاد میر کے اکاؤنٹ میں 5 لاکھ روپے ٹرانسفر کرنے کا الزام عائد کیا ہے۔ اس کے علاوہ چوہدری محمد رزاق ڈائریکٹر فشریز پر مختلف اوقات میں -/12,41,435 روپے کیش کے علاوہ 2,974 کلوگرام مچھلی مالیتی 22

لاکھ روپے وصول کرنے اور 32 لاکھ روپے مالیت کی پونگ Fish) (Breed بطور رشوت حاصل کر کے علاقہ پاکستان فروخت کرنے اور سرکاری گاڑی میں ڈیزل ڈلوانے کے لئے رقوم وصول کرنے کے سنگین الزامات عائد کئے گئے ہیں اور دستاویزی ثبوت بھی فراہم کئے ہیں جن کی تائید ملازمین محکمہ فشریز کے بیانات سے بھی ہوتی ہے۔ بنک ملازمین خرم ملک، ناہید امتیاز اور فیض الحسن کی عبوری ضمانتیں کنفرم ہو چکی ہیں ان ملزمان میں سے ملزم فیض الحسن آپریشنل منیجر NIB بنک میر پور (وقت) جعلی بنک گارنٹی والے معاملے میں بادی النظر میں ملوث پایا جاتا ہے۔ ملزمان راجہ محمد ارشد اور محمد نذیر عبوری ضمانتیں مسترد ہونے پر مورخہ 09.08.2016 سے گرفتار ہیں۔ ملزم محمد ارشد مذکور کینسر کے مرض میں مبتلا ہونا بیان ہوا جسے بحکم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب میر پور بغرض علاج معالجہ مورخہ 13.08.2016 کو ڈویژنل ہیڈکوارٹر ہسپتال میر پور میں میڈیکل بورڈ کے سامنے پیش کیا گیا اور میڈیکل بورڈ کی ہدایت پر آج مورخہ 15.08.2016 کو کیموتھراپی کرانے کے لئے بحراست پولیس Mid City Hospital Lahore روانہ کیا گیا ہے۔

ملزمان سے دریافت و تفتیش کی روشنی میں سال 2013 تا 2016ء منگلا ڈیم سے مچھلی کی نکاسی کے ٹھیکہ کی رقم میں سے مبلغ -/9,69,41,040 روپے خرد برد کر کے ہضم کرنے میں ملزمان راجہ ارشد اور محمد نذیر ٹھیکیداران کے ساتھ محکمہ وائلڈ لائف اینڈ فشریز کے آفیسران کا خلاف قواعد ٹھیکہ دینا، اختیارات سے تجاوز کرنا، ملی بھگت اور بددیانتی پائی جاتی ہے۔ مطابق رائے پراسیکیوشن برانچ میر پور ہر دو مقدمات میں جرم 5 ضمن 2 اینٹی کرپشن ایکٹ کی ایزادی کی گئی ہے۔

بمہربانی ہر دو مقدمات علت 60/2016 و 61/2016 تھانہ پولیس سٹی میر پور کی آئندہ تفتیش محکمہ احتساب بیورو آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر کے سپرد فرمائی جائے''۔

اسطرح فی الحقیقت سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس کی رپورٹ کی روشنی میں چیئرمین احتساب بیورو نے تفتیش کو آگے بڑھاتے ہوئے نامکمل ریفرنس مورخہ ۱۶۔۹۔۲۰۱۶ کو عدالت احتساب میں دائر کرنے کی منظوری دی۔ ریفرنس میں سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس کی مندرجہ بالا رپورٹ کی کوئی تردید نہیں کی گئی بلکہ اس کی تائید میں بذیل امور کا اضافہ کیا گیا:۔

''مورخہ 06.10.2015 سیکرٹری صاحب وائلڈ لائف اینڈ فشریز کے دفتر میں اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں دیگر 06 آفیسران کے علاوہ راجہ محمد ارشد مختار خاص ٹھیکیدار مچھلی نکاسی منگلا بھی شامل ہوا (ملاحظہ فرمائیں صفحہ 33 تا 42 فائل A)۔ مورخہ 13.12.2013 زیر نمبری 06-905 فشنگ لائسنس بحق محمد نذیر ٹھیکیدار ملزم جاری ہوا۔ جس میں اختتامی معیاد لائسنس اگست 2014 درج ہے۔ ملزم چوہدری محمد رزاق ڈائریکٹر وائلڈ لائف اینڈ فشریز نے بدوران دریافت بتلایا کہ مورخہ 19.07.2014 کو فرحت علی میر صاحب سیکرٹری جنگلات / اکلاس / وائلڈ لائف فشریز نے فون کر کے چوہدری رزاق کو اپنے دفتر بلایا اور سابقہ تاریخ میں لائسنس جاری کرنے کا حکم دیا۔ چوہدری محمد رزاق اس وقت ایڈیشنل سیکرٹری سروسز تھے اور انہوں نے فرحت علی میر صاحب کے کہنے پر 19.07.2014 کو ان کے دفتر میں لائسنس نمبر 01 بحق ٹھیکیدار محمد نذیر پر دستخط کیے۔ فرحت علی میر صاحب نے کچی پنسل کے ساتھ پہلے ہی نمبر 06-905 محررہ 13.12.2013 لگا رکھے تھے۔ جن پر دوبارہ پکی پنسل کے ساتھ نمبر و تاریخ کا اندراج کیا گیا (ملاحظہ فرمائیں صفحہ 47 تا 48 فائل A)۔ یہ لائسنس نمبر 01 جاری ہونے تک ٹھیکیدار سے مطابق اشتہار کل ٹھیکہ 16 کروڑ 12 لاکھ روپے سے وصول کی جانے والی رقم جو 40 فیصد ایڈوانس رقم جو کہ 07 ایام کے اندر وصول کرنا تھی اور اسی ٹھیکہ کی کل بولی کا 05 فیصد بطور ٹیکس ود ہولڈنگ ٹیکس و مروجہ دیگر ٹیکسز اندر 21 ایام وصول کرنا تھے اور اندر 07 ایام بقیہ رقم کی نسبت ٹھیکیدار محمد نذیر

بینک گارنٹی وصول کرنا تھی نہ کی گئی بلکہ اس عرصہ میں ٹھیکیدار کے ذمہ کروڑوں روپے کی رقم واجب الادا ہوگئی جو وصول کرنا تھی لیکن مذکور کے حق میں لائسنس منسوخ کرنے اور کال ڈیپازٹ کی رقم مبلغ 01 کروڑ 10 لاکھ روپے بحق سرکار ضبط کر کے دیگر ٹھیکہ نیلامی کی کاروائی کرتے ہوئے مذکور کے حق میں فرحت علی میر صاحب سیکرٹری جنگلات/ اکلاس / وائلڈ لائف اینڈ فشریز (وقت) نے ماہ 19 جولائی 2014ء چوہدری محمد رزاق ڈائریکٹر وائلڈ لائف اینڈ فشریز سے پچھلی تواریخ میں لائسنس نمبر 01 جاری کر دیا۔ جس میں بھی چوہدری محمد رزاق ڈائریکٹر وائلڈ لائف اینڈ فشریز، فرحت علی میر صاحب سیکرٹری جنگلات / اکلاس / وائلڈ لائف اینڈ رشریز (وقت) ذمہ دار ہیں۔''

اس پر بھی بس نہ کرتے ہوئے نامکمل ریفرنس میں مزید اضافہ کیا گیا کہ:

''تاہم جاوید ایوب ڈائریکٹر صاحب وائلڈ لائف اینڈ فشریز، فرحت علی میر سیکرٹری صاحب جنگلات / اکلاس / وائلڈ لائف اینڈ فشریز نے اپنے اختیارات سے نہ صرف تجاوز کیا بلکہ اپنی ذمہ داریاں بھی پوری نہ کر سکے جو غیر ذمہ داری، لاپرواہی، عدم دلچسپی اور ملی بھگت بادی النظر میں ثابت ہونے کی نسبت تحقیق جاری ہے''۔

علاوہ ازیں ہارون رشید ڈپٹی ڈائریکٹر / چیئرمین تفتیشی کمیٹی کی ایک رپورٹ محررہ ۲۰۱۶۔۹۔۷ بھی ریکارڈ پر موجود ہے جس میں یہاں تک کہا گیا کہ:۔

''تفتیش میں بادی النظر میں فرحت علی میر سیکرٹری صاحب (وقت) جنگلات / اکلاس / وائلڈ لائف اینڈ فشریز، سردار محمد نواز خان صاحب سابق سیکرٹری (وقت) جنگلات / اکلاس / وائلڈ لائف اینڈ فشریز، جاوید ایوب ڈائریکٹر (وقت) وائلڈ لائف اینڈ فشریز، فیض الحسن بینک منیجر NIB (وقت) اور شاہد شہزاد میر ہیڈ فنانس ڈیپارٹمنٹ بینک آف آزاد

جموں وکشمیر کومقدمہ میں ملوث پائے گئے ہیں۔''

اب احتساب بیورو نے مکمل ریفرنس عدالت میں دائر کر دیا ہے لیکن حیران کُن طور پر نامکمل ریفرنس، سابقہ ریکارڈ اور رپورٹس کی روشنی میں انتہائی اہم امور کی نسبت کچھ بھی تعین نہ کیا گیا ہے کہ آیا یہ الزامات بے بنیاد تھے یا کہ درست۔ اگر الزامات بے بنیاد تھے تو احتساب بیورو کے جن آفیسران نے انتہائی سینئر آفیسران حکومت سے متعلق ایسے سنگین جرائم میں ملوث ہونے کے معاملات ریکارڈ پر لائے اُن کے خلاف کیا کاروائی عمل میں لائی گئی۔ اگر الزامات درست ہیں تو پھر ارتکاب جرم میں ملوث افراد کے خلاف تفتیش غیر جانبداری سے قانون کے مطابق کیوں نہیں کی گئی۔ اس طرزِ عمل پر اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ:

یہی معیار دیانت ہے تو تاجر کل کا

برف کے باٹ لئے دھوپ پہ بیٹھا ہوگا

۹۔ احتساب بیورو کے ریکارڈ پر یہ بات بھی موجود ہے کہ اولاً نیلامی ٹھیکہ کے لیے نظامت کی سطح سے اشتہار جاری ہوا اور نیلامی کے لیے ۲۲ اگست ۲۰۱۳ء کی تاریخ مقرر ہوئی مگر بعد ازاں کاروائی منسوخ کرتے ہوئے دوبارہ اشتہار سیکرٹریٹ جنگلات، اکلاس وائلڈ لائف وفشریز سے جاری ہوا اور ۱۲ ستمبر ۲۰۱۳ء کی تاریخ مقرر کی گئی۔ اس اشتہار کی رُو سے کال ڈپازٹ مکفول بحق سیکرٹری جنگلات، اکلاس، وائلڈ لائف وفشریز، پیش کرنا تھا۔ تفتیش میں اس امر کا تعین نہ کیا گیا ہے کہ یہ تبدیلی کس غرض سے کی گئی ہے۔ یہ بھی تعین نہ کیا گیا ہے کہ تحت قواعد جو مالی اختیار تفویض کیے گئے ہیں ان میں منظوری ٹھیکہ نیلامی کا اختیار ڈائریکٹر کو نہیں جو محض نیلامی کمیٹی کا چیئرمین ہے جبکہ نیلامی کی منظوری اور معاہدہ عمل میں لانا انتظامی محکمہ کی ذمہ داری ہے جس کا ذمہ دار سیکرٹری محکمہ ہے۔ ایک طرف تو ریکارڈ پر لایا گیا کہ سیکرٹری محکمہ کی زیر نگرانی ایک میٹنگ ۱۶ اکتوبر ۲۰۱۵ء کو ہوئی جس میں وہ سب امور زیر غور لائے گئے جو مابعد ریفرنس کا موجب بنے مگر اس کے باوجود کوئی تادیبی کاروائی سیکرٹریٹ کی سطح پر کی جانی نہیں پائی جاتی۔ ریکارڈ پر لائی گئی شہادت اور دفعہ ۱۶۱ ضابطہ فوجداری میں قلمبند کیے گئے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ نیلامی کھلے

عام کی گئی اور سب سے زیادہ بولی دہندہ کے حق میں سفارش کی گئی۔ اشتہار کی تبدیلی، نیلامی کمیٹی کی کاروائی اور سفارشات مرتب کرنے میں ڈپٹی سیکرٹری جنگلات، اکلاس، وائلڈ لائف وفشریز ممبر وسیکرٹری کمیٹی کا بھی انتہائی اہم کردار ہے۔ نیلامی کے دوسرے اراکین ڈپٹی سیکرٹری مالیات اور ڈپٹی ڈائریکٹر فشریز بھی ساری کاروائی میں شامل ہیں لیکن سارے قضیے میں صرف اپیلانٹ جو چیئرمین کمیٹی تھا کو ہی زیرمواخذہ لایا گیا اور باقی اراکین کی ذمہ داری کا تعین نہ کیا گیا۔ نیلامی کمیٹی کا کام سفارشات کرنا، تحت قانون اس کی منظوری کرنا اور معاہدہ کی شرائط طے کرنا ہے جبکہ اُس کومعرض وجود میں لانا سیکرٹری محکمہ کی ذمہ داری ہے۔ ریکارڈ اس حوالے سے بھی خاموش ہے کہ آیا سیکرٹری محکمہ نے اپنی ذمہ داریاں کماحقہ ادا کیں۔ معاملہ ہذا کے خصوصی حالات و واقعات کے تناظر میں ملوث کرداروں کی بد معاملگی، غفلت وغیرہ جیسے معاملات کے حوالے سے ذمہ داریوں کا تعین کیا جانا انتہائی ضروری ہے۔ بظاہر ٹھیکہ دار سے لے کر انتظامی محکمہ کے افسرِ اعلیٰ وچیئرمین وار اکین کمیٹی بھی معاملہ ہذا میں گہرا تعلق اور کردار ہے۔ ہماری نظر میں اُن میں سے چند ایک سے بغیر کسی معقول جوازیت کے صرف نظر کرنا اور چند ایک کو زیرمواخذہ لانے کا اختیار تفتیشی اداروں کو حاصل نہ ہے۔ تحت قانون تفتیشی اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ دیانت کے ساتھ غیر جانبدارانہ طور پر عہدہ، مقام ومنصب ملزم کو مدنظر رکھے بغیر تفتیش عمل میں لائیں اور جو بھی حقیقی تصویر ہو وہ ریکارڈ پر لائیں۔ اسی طرح تفتیشی اداروں کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ قرائن وشواہد کی روشنی میں ملوث افراد کے کرداروں کا تعین کریں۔ خود احتساب بیورو کے مکمل ریفرنس دائر کردہ عدالت، مشمولہ ریکارڈ اور شہادت سے فرائض کی ادائیگی میں غفلت، کوتاہی اور اخذ ناجائز کا ثبوت ملتا ہے جس میں مخصوص افراد کے حوالے سے ۵ لاکھ روپے کی رقم کا مخصوص کھاتہ میں منتقل کیا جانا اور ایک گواہ کا بیان زیردفعہ ۱۶۴ ضابطہ فوجداری جس کے مطابق بوریوں میں مچھلی مظفرآباد لاکر سینئر آفیسران کو بھجوائی گئی بھی موجود ہے۔

۱۰۔ ریکارڈ منضبطہ میں کچھ ایسی دستاویزات بھی ملتی ہیں جن میں ٹھیکدار کی جانب سے ملزم

اپیلانٹ کے علاوہ محکمہ کے مختلف اعلیٰ آفیسران کو سینکڑوں کلو کی مچھلی فراہم کرنے کے اندراجات موجود ہیں جن کی نقول عدالت ہذا میں بھی پیش کی گئیں۔خود احتساب بیورو کے صفحہ قرطاس پر لائے گئے حالات کی روشنی میں صرف ملزم اپیلانٹ ہی نہیں بلکہ کچھ اور افراد کے حوالے سے بھی غفلت، لاپرواہی اور اخذ ناجائز کے الزامات موجود ہیں جن کی تائید میں اُس نوعیت کے زبانی و دستاویزی ثبوت موجود ہیں جس نوعیت کے اپیلانٹ کے خلاف ہیں۔اس طرح یہ بات ناقابل فہم ہے کہ ایک ہی جیسے حالات مقدمہ اور ایک ہی جیسے الزامات کی موجودگی میں تفتیشی ایجنسی کس طرح کچھ افراد کو ارتکاب جرم میں ملوث قرار دیتے ہوئے دیگر افراد کے متعلق خاموشی کا اظہار کر سکتی ہے۔ایسی تمیز کی قانون میں اجازت نہ ہے بلکہ ہمارے رائے میں تفتیشی ایجنسی پر یہ لازم ہے کہ وہ غیر جانبداری سے قرائن وشواہد کی روشنی میں حالات وواقعات کے مطابق تمام ملوث کرداروں کی ذمہ داری کا تعین کرے۔یہاں پر ہم عدالت ہذا کے مطبوعہ فیصلہ عنوانی ''احمد نواز تنولی بنام چیئرمین آزاد جموں وکشمیر کونسل''(۲۰۱۶ ایس سی آر ۹۶۰) سے ایک حوالہ درج کرنا مناسب سمجھتے ہیں جو کہ بذیل ہے:

> ''برصغیر کے معروف قانون دان خالد لطیف گابا(K. L Gauba) نے اپنے قابل ذکر مقدمات میں سے ایک مقدمہ کے عدالتی فیصلہ میں اصول تجزیہ شہادت کی نسبت سے بذیل اقتباس درج کیا ہے:۔
>
> (This passage followed a quotation from Manu's Law Code, written as far back as 100 B.C.)
>
> "As the hunter tracks a wounded beast to its lair by its drops of blood so let a king track to justice by a close search for proof"
>
> یعنی جس طرح شکاری ایک زخمی شکار کی کھوج اُس کی پناہ گاہ تک اُس کے گرے ہوئے خون کے قطروں سے لگاتا ہے اُسی طرح انصاف کی فراہمی میں باریک بینی سے معاملہ کی تہہ تک پہنچنے کے لیے کھوج لگانے کی

ضرورت ہوتی ہے۔''

۱۱۔ ہم یہاں پر یہ تذکرہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ مابعد مرتب ہونے والے اثرات کے پیش نظر ہم ریکارڈ پر لائی گئی زبانی ودستاویزی شہادت اور دیگر امور کا بہتر گہرائی اور تفصیل سے تذکرہ کرنے سے اجتناب کرتے ہیں ورنہ کئی اور انتہائی اہم پہلو تفتیش وتحقیق طلب ہیں۔

۱۲۔ احتساب بیورو ایکٹ ۲۰۰۱ء کی منشاء کے مطابق بظاہر نامکمل ریفرنس کی دائری کی کوئی قانونی شق نہ ہے جبکہ دفعہ ۲۰ کے تحت کاروائی، تفتیش اور انکوائری میں ضابطہ فوجداری کا اطلاق ہوتا ہے۔ اگر ضابطہ فوجداری اور احتساب بیورو ایکٹ کی دفعات کی روح ومنشاء کو سمجھا جائے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تفتیش کا فوری مکمل کیا جانا ضروری ہے۔ جیسا کہ احتساب بیورو ایکٹ کی ذیلی دفعہ (۶) دفعہ ۲۱ میں درج ہے کہ انکوائری وتفتیش جلد از جلد مکمل کی جائے۔ اسی طرح اگر دفعہ ۱۷ کو دیکھا جائے تو عیاں ہوتا ہے کہ قانون نے عدالت کے لیے بھی ریفرنس نپٹانے کا وقت ۶۰ دن رکھا ہے۔ ضابطہ فوجداری کے تحت بھی تفتیش کی فوری تکمیل ہی منشاء قانون ہے۔ احتساب بیورو ایکٹ اور ضابطہ فوجداری کے مجموعی جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر ضروری تاخیر کی اجازت نہ تو تفتیش میں ہے اور نہ ہی تصفیہ ریفرنس میں بلکہ فوری تکمیل ہی منشاء قانون ہے۔ اس طرح یہ استدلال کہ احتساب بیورو کو ہر معاملے میں قانون نے ایک سال کا وقت دیا ہے، بے محل اور خلاف قانون ہے۔

۱۳۔ جہاں تک وکیل اپیلانٹ کی طرف سے پیش کردہ قانونی نظائر کہ محض تکمیل تفتیش میں تاخیر کی بناء پر ملزم رعایت کا مستحق ٹھہرتا ہے کا تعلق ہے، یہ اصول حتمی اور غیر مشروط نہ ہے بلکہ اس کا اطلاق ہر معاملے کے اپنے حالات وواقعات کے پس منظر میں کیا جاتا ہے۔ اپیلانٹ کی جانب سے پیش کردہ قانونی نظائر عنوانی محمد یاسین بنام سرکار (۱۹۹۹ پی سی آر۔ ایل جے ۱۲۹۵) اور شہزاد احمد وغیرہ بنام سرکار (۲۰۰۱ پی ایل ڈی ۶) میں وضع کرتا اصول سے ہمیں کوئی اختلاف نہ ہے مگر اس مقدمے میں ملزم اپیلانٹ کو محض اس بناء پر ضمانت کا مستحق نہیں قرار دیا جاسکتا بلکہ کچھ دیگر تفصیلی وجوہات اس سے زیادہ وزنی اور قابل انحصار ہیں۔

۱۴۔ معاملہ ہذا میں اشتہار سے لے کر تکمیل ریفرنس تک حالات وواقعات کے تناظر میں تفتیش عمل میں لائی جانی چاہیے تھی جبکہ قانون کے مطابق تفتیش عمل میں نہ لائی گئی ہے۔ہم اس سے زیادہ باریک بینی اور تفصیل سے ان وجوہات کا تذکرہ کرنے سے اجتناب کرتے ہیں کیونکہ یہ ریفرنس کے حتمی فیصلہ پر اثر انداز ہونے کے مترادف ہوگا۔ہم نے انتہائی احتیاط سے صرف ضمانت کے نقطہ نظر سے کچھ پہلوؤں کا تذکرہ کیا ہے۔ان پہلوؤں کے بارے میں بنظر عمیق مسلمہ اصول متعلقہ استفادہ ضمانت در معاملات فوجداری کو جب زیر غور لایا جائے تو ملزم پر جس قدر ذمہ داری عائد کی گئی ہے اس میں کئی پہلوؤں سے مکمل اور نامکمل ریفرنس کے مندرجات کے مطابق کاروائی کے آغاز سے لے کر دائری مکمل ریفرنس تک شکوک جنم لیتے ہیں۔قانون کے مسلمہ اصول کے مطابق معمولی شک کا فائدہ بھی ملزم کو ہی جاتا ہے۔اسی طرح اس معاملہ کے خصوصی حالات وواقعات کے تناظر میں جب تفتیشی ایجنسی کا کردار قانون کے مسلمہ معیار کے مطابق نہ ہو اور انتہائی اہم پہلو تشنہ تکمیل ہوں تو اس سے بھی ملزم ہی مستفید ہوسکتا ہے۔قانون کے مسلمہ اصول بالخصوص مساوی برتاؤ کے پہلو کو بھی اس معاملہ میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ انتہائی اہم نوعیت کے معاملات باوصف دستیابی شہادت قرائن وشواہد تحقیقاتی ایجنسی کا تشنہ چھوڑ دینا،قانونی معیار کے مطابق مطلوبہ اطمینان بخش نتیجہ مکمل ریفرنس میں درج نہ کرنا بلکہ سرے سے پہلو تہی کرنا ایسا خلاء ہے جس سے بھی معاملہ ہذا مزید تحقیق کے دائرہ میں آتا ہے اور جہاں معاملہ مزید تحقیق کا ہو وہاں پر مسلمہ اصولوں کے تحت ملزم کو ضمانت کی رعایت سے محروم نہ کیا جاسکتا ہے۔

۱۵۔ انتہائی تعجب کا پہلو ہے کہ احتساب بیورو روائیتی تحقیقاتی ایجنسیوں سے بڑھ کر ایک اعلیٰ تحقیقاتی ادارہ بنایا گیا ہے جس میں تکمیل وتفتیش ریفرنس کے لیے ایک عہدیدار ڈائریکٹر تحقیقات تعینات ہے جب کہ معاملہ ہذا میں احتساب بیورو کی جانب سے ریفرنس میں ایسے خلا چھوڑ دیے گئے ہیں جو اس کو ناقص و مشکوک بنانے کے لیے کافی ہیں۔ان نقائص کا ہونا تفتیشی افسر کی نااہلی کا نتیجہ ہے یا پھر اس کا مقصد بددیانتی سے کچھ افراد کو ناجائز فائدہ پہنچانا ہوسکتا ہے۔یہ پہلو بھی توجہ طلب ہے کہ ریفرنس دائر کرتے

وقت نہ تو اہم عہدہ کے حامل چیئرمین احتساب بیورو اور نہ ہی چیف پراسیکیوٹر نے ان سب چیزوں کو مدنظر رکھا۔ اتنے اہم ادارے کو بازیچہ اطفال بنانا قابل توجہ ہے۔

۱۶۔ جہاں تک احتساب بیورو کے اس استدلال کہ معاملہ ہذا میں احتساب عدالت اور فاضل عدالت العالیہ نے اسی ریکارڈ اور تفتیش کے تحت ملزم کو رعایت کا مستحق نہ سمجھا ہے اور ملزم اپیلانٹ کے خلاف دو عدالتوں کے متفقہ فیصلے ہیں جن میں مداخلت کی کوئی گنجائش نہ ہے' کا تعلق ہے اولاً ہر دو عدالت ہا ماتحت کے سامنے مکمل ریفرنس دائر ہونے کے بعد جو نقائض اور تضادات سامنے آئے ہیں وہ موجود نہ تھے اور ثانیاً ہر دو عدالت ہا ماتحت نے اُن پہلوؤں جن کا ما قابل ذکر کیا جا چکا ہے کے نقطہ نظر سے جائزہ نہ لیا ہے۔ اسی طرح فاضل عدالت العالیہ کا حکم زیر نزاع میں یہ قرار دینا کہ اپیلانٹ نے معاہدہ الاٹ کیا ہے بادی النظر میں ریکارڈ سے مطابقت نہ رکھتا ہے کیونکہ اپیلانٹ صرف نیلامی کمیٹی کا چیئرمین تھا جبکہ کی گئی سفارشات کا جائزہ لینا اور اُن کی بناء پر ٹھیکہ کی منظوری اور معاہدہ کی شرائط کی تکمیل کرنا سیکرٹری محکمہ کی ذمہ داری تھی۔ اس طرح بھی معاملہ زیر اپیل کا اُس کے حقیقی پس منظر میں جائزہ نہیں لیا گیا۔

۱۷۔ مندرجہ بالا تمام حالات و واقعات، حقائق، ریکارڈ پر موجود مواد اور وجوہات کی بناء پر مجموعی طور پر ریفرنس کی تفتیش تشنہ تکمیل ہے۔ ہماری رائے میں معاملہ مزید تفتیش کے ذمرہ میں آتا ہے۔ اس طرح ذیلی دفعہ (۲) دفعہ ۴۹۷ ضابطہ فوجداری کے تحت ملزم اپیلانٹ کو ضمانت کا استفادہ بدیں شرط دیا جاتا ہے کہ وہ ذاتی مچلکہ مالیتی بیس (۲۰) لاکھ روپے اور اسی قدر ضمانت نامہ مشتمل بر دو ضامنان تصدیق شدہ جوڈیشل مجسٹریٹ درجہ اول میرپور داخل کرے تو اُس کو ریفرنس میں درج جرائم زیر دفعہ ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۷۱ مجموعہ تعزیرات آزاد کشمیر و ۱۱۱۱۰ احتساب بیورو ایکٹ ۲۰۰۱ء سے فوری طور پر رہا کیا جائے بشرطیکہ وہ کسی دیگر جرام میں مطلوب نہ ہو۔

۱۸۔ ہم یہ درج کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ اگر احتساب بیورو یا تفتیشی ایجنسی مندرجہ بالا تشنہ تکمیل امور کی تحقیق کر کے قانون کے معیار کے مطابق احتساب عدالت مجاز سے رجوع کرتے تو عدالت ملزم کی

رعایت ضمانت کا از سرِ نو جائزہ لینے کی مجاز ہوگی۔

۱۹۔ ہم یہ امر درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ملزم کا ضمانت پر رہا ہونا بیّنہ الزامات سے بریت نہ ہے بلکہ یہ ایک قانونی رعایت ہے جو دوررس نتائج کی حامل ہے۔ اگر تکمیل تفتیش مقدمہ پر ملزم کے خلاف ارتکاب جرم ثابت نہ ہوتا ہے تو ایسی صورت میں ملزم کے زیر حراست رہنے سے جو ناانصافی ہوگی اُس کا ازالہ ممکن نہیں ہوگا۔ اور اگر جرم ثابت ہو جائے تو یہ عدالتی صوابدید ہے کہ ملزم کے لیے سزا کی حد کیا رکھی جائے اور جرم کی نوعیت اور استفادہ رعائت ضمانت کو مدنظر رکھتے ہوئے اختیار تمیزی کے تحت حد سزا بڑھائی جاسکتی ہے۔

۲۰۔ مندرجہ بالا ساری صورتحال کے پیش نظر عدالت یہ اخذ کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتی کہ ابتدائی طور پر پولیس اور مابعد حکومتی و احتساب بیورو کی سطح پر قانون کے مطلوبہ معیار کو مدنظر نہ رکھا گیا ہے۔ اگرچہ عدالت ہذا دانستہ ناقص تفتیش کنندہ کے خلاف خود بھی کاروائی کرنے یا دیگر متعلقہ حکام کو تادیبی کاروائی عمل میں لانے کا حکم دے سکتی ہے تاہم موجودہ منتظم اعلیٰ آزاد کشمیر حکومت و اعلیٰ حکام صبح و شام قانون، میرٹ کی بالادستی اور بہتر طرز حکمرانی کے عزم کا اظہار کر رہے ہیں لہذا اصلاح احوال کے لیے حکومتی و متعلقہ اداروں کی سطح پر کاروائی کا موقع دیا جاتا ہے۔ اسلئے حکومت و احتساب بیورو کی توجہ کے لئے چیدہ چیدہ بذیل معاملات کا تذکرہ اصلاح نظام و فراہمی انصاف کے لئے ضروری ہے۔

(i) سارے معاملہ کا آغاز اپیلانٹ کی ابتدائی رپورٹس ہا سے ہوا۔ مگر ہماری نظر میں قانون کے مطابق ان رپورٹس کی تفتیش نہ کی گئی ہے۔ سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس میرپور نے محض دفعہ ۵ ضمن (۲) انسداد رشوت ستانی ایکٹ کے اطلاق کا حوالہ دے کر معاملہ احتساب بیورو کو تفویض کرنے کی رائے دی۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ابتدائی رپورٹس پر پر قانون کے مطابق تفتیش مکمل کی جاتی اور پھر کوئی حتمی رائے قائم کی جاتی مگر ایسا نہ کیا گیا۔

(ii) حکومتی سطح پر بھی معاملہ کو قانونی اعتبار سے نہ جانچا گیا ہے۔ محض ایس ایس پی کی رپورٹ کو بنیاد بنا کر ایک مکتوب کے ذریعے معاملہ کو احتساب بیورو کو تفویض کیا گیا۔ ہمارے رائے میں قانون کی منشاء کو نہ سمجھا گیا ہے۔ ایسے اہم معاملات میں قانون کا تقاضہ ہے کہ حکومتی سطح پر طریقہ کار وضع کیا جائے جس کے تحت مجاز اتھارٹی / کمیٹی سارے معاملات کا اجمالی جائزہ لے کر جرائم اور ان کا ارتکاب کرنے والوں کے کردار کا تعین کرے اور ایک واضح ریفرنس مرتب کر کے احتساب بیورو کو بھیجے۔

(iii) ایسے معاملات جو سرکاری محکموں اور ملازمین سے تعلق رکھتے ہیں حساس نوعیت کے ہوتے ہیں جن کا بدوں جائزہ لیے مبہم طور پر احتساب بیورو کو بھیج دینا اپنے اثرات اور دوررس نتائج کے اعتبار سے انتہائی نقصان دہ عمل ہے۔ ان خامیوں کی وجہ سے یا تو جرم کے مرتکب افراد بچ جاتے ہیں یا یہ خامیاں بے بنیاد طور پر سرکاری ملازمین کو حراساں کرنے اور اُن کی بدنامی کا باعث بنتی ہیں۔ اس لیے ایسے معاملات کو سطحی طور پر نہیں لینا چاہیے۔

(iv) احتساب بیورو کی کی گئی تفتیش کو زیادہ واضح طور پر بیان کرنے سے اجتناب برتنے کے باوجود ہم یہ اخذ کرنے پر مجبور ہیں کہ جس طریقہ سے تفتیش عمل میں لائی گئی ہے وہ قانون کی منشاء کی مغائر ہے۔ تفتیشی آفیسران کو تبدیل کیا گیا اور متضاد ریکارڈ و رپورٹس میں کئی پہلو تشنہ تکمیل رکھتے ہوئے ریفرنس عدالت میں دائر کیا گیا جس سے ناکامی ریفرنس کے واضح امکانات ہیں۔

(v) احتساب بیورو اپنی ہیت ترکیبی کے اعتبار سے ایک اہم ادارہ ہے مگر ریفرنس کے جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ادارہ کے سربراہ سے لے کر تفتیشی آفیسر تک سب اپنی ذمہ داریاں نبھانے میں ناکام رہے ہیں۔ کچھ تفتیش کنندگان آفیسران کو بغیر کسی

وجہ کے تبدیل کیا گیا اور جس آفیسر نے مکمل ریفرنس مرتب کیا اُس نے انتہائی اہم پہلو تشنۂ تکمیل چھوڑ دیے جو یا تو اس کی کم علمی اور ناتجربہ کاری ہے یا پھر دانستہ طور پر کچھ لوگوں کو مفاد پہنچانے یا مستقل میں بلیک میل کرنے کی پالیسی ہوسکتی ہے۔

(vi) مکمل ریفرنس میں دو اہم رپورٹس بھی ہیں جن کا سرسری حوالہ ماقبل دیا گیا ہے۔ یہ رپورٹس مرتب کردہ ہارون رشید ڈپٹی سیکرٹری / چیئرمین تفتیشی کمیٹی اور سردار غالب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ہیں جو مکمل ریفرنس میں گواہان بھی درج ہیں۔ مرتب کردہ رپورٹس، نامکمل ریفرنس اور مکمل ریفرنس کا جب ایک ساتھ جائزہ لیا جائے تو سارا معاملہ تضادات کو مجموعہ بن جاتا ہے۔ قانون کے مسلمہ اصولوں کے مطابق ایسی صورت میں نتیجہ جرائم کی بیخ کنی کے بجائے جرائم کو فروغ دینے کے مترادف ہوسکتا ہے۔

۲۱۔ ہم یہ تذکرہ کرنا بھی مناسب سمجھتے ہیں کہ ادارے اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کرتے بالخصوص تفتیشی ادارے جن کی غفلت، عدم واقفیت یا بدنیتی کی بناء پر بالآخر مجرم عدالتوں سے بری ہوجاتے ہیں اور عدالتوں کے خلاف یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ شاید عدالتیں ملزمان کو سزا نہیں دیتی۔ جبکہ عدالتوں نے قانون وانصاف کے مطابق ہی فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ اگر تفتیشی آفیسران و دیگر ادارے اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کریں، متضاد ریکارڈ عدالتوں کے سامنے پیش کریں اور پسند نہ پسند کی بناء پر اختیارات کا استعمال کریں تو ایسی صورت میں ملزمان کا بچ جانا ایک قدرتی نتیجہ ہے جس کی ذمہ داری عدالتوں پر نہیں بلکہ ایسے اداروں اور تفتیشی ایجنسیوں پر عائد ہوتی ہے جو فرائض ادا کرنے میں ناکام رہیں۔ معاملہ کے بہت سے پہلو تفصیل طلب ہیں مگر ہم اداروں کی حیثیت اور مابعد اثرات کو مدنظر رکھتے ہوئے زیادہ تفصیل اور گہرائی سے تذکرہ مناسب نہیں سمجھتے۔ تاہم تفتیشی ادارے حکومت اور متعلقہ اداروں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں قانون کی منشاء کے مطابق پوری توجہ اور دیانتداری سے ادا کرنے کی کوشش کریں۔

۲۲۔ آزاد جموں و کشمیر عبوری آئین ۱۹۷۴ء کے تحت اسلام ریاستی مذہب ہے۔اس آئینی تقاضے اور دیگر قوانین کی روشنی میں تمام ریاستی اداروں و حکام ذمہ داران پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ حتی الامکان فرائض کی انجام دہی میں اسلامی اصولوں اور شرعی تقاضوں کو مدِ نظر رکھیں اور دانستہ خلاف ورزی سے بچیں۔ہم سب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس فرمان سے واقف ہیں کہ ''تم سے پہلے کے لوگوں کی ہلاکت کا سبب یہ تھا کہ جب ان کا کوئی معزز شخص چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور شخص چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر دیتے۔اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے۔اگر محمد کی بیٹی فاطمہ چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا''۔اس طرح اس ریاست کے اندر سب کو اپنے فرائض کی انجام دہی دیتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان شدہ ناقابل تردید حقیقت اور اصول کو مد نظر رکھنا چاہیے۔

۲۳۔ لہٰذا بوجوہات مندرجہ بالا اپیل ہذا منظور کرتے ہوئے فیصلہ زیر اپیل منسوخ کیا جاتا ہے اور ملزم اپیلانٹ کو پیراگراف ۱۷ میں درج دادرسی دی جاتی ہے۔

مظفرآباد　　　　جج　　　　جج

۱۰ جنوری ۲۰۱۷ء